زود بہرِ حق بیا موسیٰ یدِ بیضا نما
خلق سرگرداں بظلمات اند در صبح و مسا

عطائے موسوی

مختصر حالات حضرت خواجہ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی

کاشانۂ سلیمانی
جامعہ چشتیہ۔ سرگودھا روڈ۔
(پاکستان)

اِنتساب

مرشدی و والدی

حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کی بیعت حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
سے تھی اور خلافت حضرت پیرجی خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری
فریدی سلیمی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تُو مجھے گوہرِ شاہوار کر

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

عطائے موسیٰ

مختصر حالات

قدوۃ السالکین | زبدۃ العارفین
عمدۃ الصالحین | اسوۃ الواصلین

وارثِ سلسلۂ سلیمانی
و
نعمتِ حضرت ثانی

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ
پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

کاشانۂ سلیمانی
جامعہ چشتیہ۔ سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد (پاکستان)

تعداد ———— پانچ سو

سالِ طباعت ———— سنہ ۱۴۰۰ھ (سنہ ۱۹۸۰ء)

کتابت ———— حاجی محمد صدیق مرکز کتابت کچہری بازار ۔ فیصل آباد

مطبع ———— سلیمانی پرنٹنگ پریس متصل جامعہ چشتیہ فیصل آباد

ناشر ———— مکتبہ الفوائد ۔ فیصل آباد ۔ پاکستان

یکے از مطبوعات مکتبہ الفوائد (فیصل آباد)

مندرجات

شجرہ شریف

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

(منظوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب از بہرِ نبیؐ و شاہِ مرداںؓ و حسنؓ — خواجہ عبدالواحدؒ و خواجہ فضیلِؒ ذوالمنن

ابنِ ادہمؒ شاہ سدیدالدینؒ امین الدینؒ علوؒ — خواجہ بو اسحاق شامیؒ واقفِ سرّ و علن

قدوۃ الدینؒ بو محمدؒ ناصر الدینؒ قطبِ دینؒ — شہ شریفؒ و خواجہ عثمانؒ و معین الدین حسنؒ

قطبؒ و مسعودؒ و نظام الدینؒ و محمودؒ و کمالؒ — شہ سراجؒ و علم دینؒ شہ راجنؒ و جمنؒ حسنؒ

شہ محمدؒ شیخ یحییٰؒ شہ کلیمؒ و شہ نظامؒ — فخرِ دینؒ نور محمدؒ شاہِ سلیمانِؒ زمن

شاہ اللہ بخشؒ و شہ موسیٰؒ و شیخ حامد سدیدؒ — خواجہ خانِ محمدؒ پیرِ من مولائے من

ہر غلامِ شہ عطا را دین و دنیا کن عطا

لطف فرما در دو عالم دور کن رنج و محن

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ (عربی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلِیًّا فِیْ
دَرَجَاتِہٖ، حَسَنًا فِیْ صِفَاتِہٖ، وَاحِدًا فِیْ تَجَلِّیَاتِہٖ، اَبَا الْفَضْلِ
فِیْ اِفَادَتِہٖ، اِبْرَاھِیْمَ فِیْ تَسْلِیْمِہٖ، سَدِیْدَ الدِّیْنِ فِیْ
مَحَبَّتِہٖ، اَمِیْنَ الدِّیْنِ فِیْ شَرِیْعَتِہٖ عَلُوَّ الدِّیْنِ فِیْ
مَعَارِجِہٖ، اَبَا اِسْحٰقَ فِیْ حَقِیْقَتِہٖ، قُدْوَۃَ الدِّیْنِ فِیْ
رِسَالَتِہٖ، نَاصِرَ الدِّیْنِ فِیْ وِلَایَتِہٖ، اَبَا یُوْسُفَ فِیْ وَجَاھَتِہٖ
مَوْدُوْدًا فِیْ خُلُقِہٖ، شَرِیْفًا فِیْ نَسَبِہٖ، مُقْتَدِیْ
اَھْلِ الْعِرْفَانِ فِیْ مَعْرِفَتِہٖ، مُعِیْنَ الدِّیْنِ فِیْ حَسَدِ
ذَاتِہٖ، قُطْبَ الدِّیْنِ فِیْ اَحْکَامِہٖ، فَرِیْدَ الدِّیْنِ
فِیْ اَنْوَارِہٖ، نِظَامَ الدِّیْنِ فِیْ اَسْرَارِہٖ، نَصِیْرَ الدِّیْنِ فِیْ
اَبْرَارِہٖ، کَمَالَ الدِّیْنِ فِیْ تَعْظِیْمِہٖ، سِرَاجَ الدِّیْنِ
فِیْ اَمَانَتِہٖ، عِلْمَ الدِّیْنِ فِیْ ھِدَایَتِہٖ، مَحْمُوْدًا
فِیْ اَخْلَاقِہٖ، جَمَالَ الدِّیْنِ فِیْ حَسَنَاتِہٖ، حَسَنًا فِیْ

خَلقِهٖ وَخُلُقِهٖ، مُحَمَّدًا فِی اَحوَالِهٖ، یَحیٰی فِی

اِحیَائِہِ القُلُوبَ، کَلِیمَ اللّٰہِ فِی القُلُوبِ،

نِظَامَ الدِّینِ فِی سِلسِلَتِهٖ، مُحَمَّدَ فَخرَ الدِّینِ فِی

خُلُقِهٖ وَحُبِّهٖ، نُورَ مُحَمَّدٍ فِی اَنوَارِهٖ، مُحَمَّد سُلَیمَانَ

فِی سَلطَنَتِهٖ، اَللّٰہ بخش، فِی کَرَمِهٖ، مُحَمَّد مُوسیٰ

فِی مُنَاجَاتِهٖ، حَامِدًا فِی مَحَامِدِهٖ، غُلَام

سَدِیدِ الدِّینِ فِی حِمَایَةِ دِینِهٖ، خَان مُحَمَّد

فِی زُهدِهٖ، عطاالله فی عطائِهٖ،

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیرِ خَلقِهٖ

مُحَمَّدٍ

وَاٰلِهٖ وَاَصحَابِهٖ اَجمَعِینَ

بِرَحمَتِكَ یَا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

مخدومی و مرشدی خواجہ خان محمد تونسوی رح کے داداجان، مرشدی و والدی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی رح کے پیر و مرشد اور آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین ثالث حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رح (عرف خواجہ موسن) کے مختصر حالات پر یہ رسالہ عطائے موسوی کے نام سے پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خواجہ دلنواز رح نے اپنے پاس سے مجھے جو کتابیں، ملفوظات اور مسودات عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک قلمی رسالہ عطائے موسوی تھا۔ اس رسالہ کے مرتب حافظ نور احمد صاحب ہیں، جنہوں نے اسے ۱۳۲۶ھ میں اپنے پیر بھائی مولوی گل حسن بیکانیری کی فرمائش پر عطائے موسوی کے نام سے تحریر کیا۔ یہ رسالہ فارسی میں ہے اور تین ابواب میں منقسم ہے۔ باب اوّل احوال و اعمال، باب دوم افعال و خصائص اور باب سوم اقوال و وصال پر مشتمل ہے۔

خلیفہ رحیم بخش صاحب مالک تونسہ کتاب گھر نے اپنے پاس سے مجھے ایک رسالہ ارسال فرمایا جو انہوں نے ۱۳۸۱ھ میں ترتیب دیا تھا اور دیدار حضرت موسیٰ رح کے نام سے شائع کیا تھا یہ رسالہ اردو میں ہے اور سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔

مرشدی و والدی مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی رح کا تحریر کردہ ایک قلمی

ملفوظ میرے پاس ہے جس میں انہوں نے اپنی زندگی کے احوال لکھے ہیں۔ اس میں انہوں نے اپنی بیعتِ ارادت کا تفصیلاً ذکر کیا ہے اور حضرت خواجہ موسیٰ رح کے ارشادات و ملفوظات تحریر کیے ہیں۔

میں نے اپنے اس رسالہ کی ترتیب میں زیادہ مواد عطائے موسوی سے لیا ہے مگر اس نسبت سے اس کا نام بھی عصائے موسوی رکھا ہے۔ کچھ حالات و ملفوظات میں نے رسالہ دیدارِ موسی رح اور مسودّاتِ مرشدی و والدی رح سے لیے ہیں۔ اور یوں یہ گلدستۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح خواجگانِ تونسوی میں سے نہایت عابد و زاہد متقی و پرہیزگار، عالم و فاضل، فقیر و درویش اور کم گو مگر شیریں زبان بزرگ تھے۔ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی تعمیرات اور سلسلہ عالیہ سلیمانیہ کی اشاعت میں آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ آپ کی مدتِ خلافت بہت کم ہے مگر اس قلیل عرصہ میں بھی آپ نے ایک جہان کو فیضیاب کیا اور ہزاروں گمراہوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔ امید ہے کہ آپ کے مختصر حالات پر یہ رسالہ اہلِ سلسلہ کے لیے موجبِ رُشد و ہدایت ہوگا۔

مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ دلنواز رح نے مجھے جو فریضہ سونپا تھا۔ الحمد للہ کہ ان کی توجہ خصوصی سے اسے سرانجام دے رہا ہوں۔ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کے حالات پر رسائل لکھنے کے بعد انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادہ نشینوں کے حالات لکھوں چنانچہ اب تک حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رح حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رح اور حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رح کے حالات پر رسائل ترتیب دے چکا ہوں۔ یہ رسالہ

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی ؒ کے حالات میں ہے انشاءاللہ آئندہ شوال تک حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی ؒ کے حالات پر بھی رسالہ ترتیب دے سکوں گا شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ کے مفصل حالات و ملفوظات پر پانچ سو صفحات پر مشتمل کتاب زیر ترتیب ہے۔ خواجگان کرام اور پیر برادران کی سرپرستی، تعاون اور دعا کی ضرورت ہے۔ یہ رسالہ بھی جناب صاحبزادہ خواجہ عطاءاللہ صاحب ۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالے میری اس محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین۔ ثم آمین

خادم الفقرا
افتخار احمد چشتی سلیمانی

کاشانۂ سلیمانی، فیصل آباد
یکم ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاندان

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی سلیمانیہ شاخ کے بانی امام التارکین برہان العاشقین، غوثِ زماں، قطبِ دوراں، شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ تھے۔ آپ کے آبا و اجداد پٹھانوں کے جعفر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور گڑگوجی میں اقامت گزیں تھے۔ جب آپ کو قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروئؒ نے خلافت عطا کی تو تونسہ شریف میں قیام کا حکم دیا۔ چنانچہ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق آپ گڑگوجی سے ترکِ وطن کے بعد تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خاں) میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوئے اور یہاں ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو جلد ہی شریعت و طریقت کا عالمی مرکز بن گئی۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے تین بیٹے تھے۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ اور حضرت عبداللہ معصومؒ۔ مناقب المحبوبین میں چوتھے بیٹے کا بھی ذکر ہے جو بچپن میں وفات پا گئے تھے۔ ان کا نام خواجہ احمدؒ تھا۔ فرزندِ اکبر خواجہ گل محمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا کئے۔ بڑے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ اور چھوٹے حضرت خواجہ خیر محمدؒ۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ کا وصال ۱۱ رمضان ۱۲۶۱ھ کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا۔ اس لیے جب ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کا وصال ہوا تو حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ سجادہ نشین بنے۔

حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ تقریباً نصف صدی مسندِ سجادہ سلیمانی رہے۔ آپ کا وصال ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

سب سے بڑے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ دوسرے حضرت خواجہ حافظ احمدؒ اور تیسرے حضرت خواجہ محمودؒ۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ سجادہ نشین بنے۔

عصائے موسوی میں لکھا ہے کہ

ولادت اور تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول ۱۲۶۹ھ کو ہوئی۔ ایام طفولیت میں اپنی والدہ محترمہؒ کے قدموں میں جنتی بننے کی تربیت حاصل کی۔ آپ کی والدہ محترمہؒ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ سے بیعتِ ارادت رکھتی تھیں۔ بہت عابدہ، زاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں۔ اپنے پیر و مرشد سے انتہائی عقیدت رکھتی تھیں۔ انہوں نے طویل زندگی پائی۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ اور حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے وصال کے حادثات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کی عمر جب چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو حسبِ دستورِ خاندان آپ نے تعلیم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے مولوی اللہ بخش صاحب سے قرآن پاک پڑھا۔ پھر محمد صدیق صاحب کے پاس حفظ کیا۔ حفظ کے بعد آپ مولوی خدا بخش صاحب جراح کے حلقۂ درس میں داخل ہو گئے، جہاں آپ نے جملہ علومِ نقلی و عقلی حاصل کئے۔ علوم ظاہری کے حصول کے بعد آپ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنے والد گرامی حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخشؒ کی صحبت کیمیا اثر میں درجۂ تکمیل تک پہنچے۔

خلافت:۔ آپ کی عمر مبارک تیس برس کے قریب تھی کہ آپ کے والدِ گرامی

حضرتِ ثانی رح جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ میں سفرِ حج پر روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح اور حضرت خواجہ محمود رح کو حضرتِ ثانی رح نے اپنے ہمراہ لیا۔ سفر کی مختلف منازل طے کرتے ہوئے جب اجمیر شریف پہنچے۔ تو حضرتِ ثانی رح آپ کو خواجۂ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح کے روضۃ المبارک کے اندر لے گئے۔ اپنی نیابت کی دستارِ مبارک آپ کے سر پر باندھی اور خلافت دے کر بیعتِ عام کی اجازت عطا فرمائی۔ نیز حکم دیا کہ تونسہ شریف واپس جا کر اپنے فرائضِ خلافت و نیابت سرانجام دیں۔ حضرت خواجہ محمود رح کو حضرت ثانی رح اپنے ساتھ حج پر لے گئے۔

منقول ہے کہ دورانِ سفر بحری جہاز سخت طوفان میں گھر گیا۔ جب زندگی سے ناامیدی ہوگئی تو حضرتِ ثانی رح نے حضرت خواجہ محمود رح سے فرمایا کہ کوئی ہے جو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رح کی اس مہرِ مبارک کو جو میری گردن میں لٹک رہی ہے، موسن (خواجہ محمد موسیٰ رح) تک پہنچا دے۔ خواجہ محمود رح نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ کون اس طوفان میں غرق ہونے سے بچ جائے گا یہ مہر شریف اس کے سپرد کردیں تاکہ وہ موسن تک پہنچا دے۔ انہوں نے جب یہ جواب سنا تو فرمایا "دختراں اساں اجے تہاں مردے کیوں جے ایہہ مہر شریف موسن کوں پونچنا ہے" اللہ کی شان کہ چند لمحوں میں طوفان تھم گیا اور جہاز صحیح و سلامت کنارے پر لگ گیا۔

انتقالِ نعمت و سجادگی

حضرتِ ثانی رح خواجہ شاہ اللہ بخش رح جمادی الاول ۱۳۱۹ھ میں بیمار ہوئے۔ بیماری دن بدن طول پکڑتی گئی۔ ان ایام میں حضرتِ ثانی رح آپکو اپنے سینۂ مبارک سے چمٹاتے، آپ

کے کان میں سرگوشیاں کرتے، باربار آپ کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے، توجہ باطنی فرماتے اور مختلف اسرار ورموز منتقل فرماتے۔ ایک دن اپنی دلائل الخیرات تسبیح مبارک اور اوراد وظائف بھی عطا فرمائے اور پھر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رح کی عطا کردہ خاص مہر شریف بھی اپنے دست مبارک سے آپ کی گلے میں ڈال دی اور یوں جملہ نعمت ہائے باطنی آپ کی طرف منتقل فرمادیں۔

حضرتِ ثانی رح کا وصال ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو ہوا۔ تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر حسب دستورِ خاندان سوئم کے دن حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح کی دستار بندی ہوئی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد یوسف مہاوری رح سجادہ نشین چشتیاں شریف نے روضۂ مبارک کے اندر اعلیٰ حضرت رح کے مزارِ مبارک کے قریب کھڑے ہوکر دستارِ مبارک باندھی اور یوں آپ سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کا دورِ خلافت بہت مختصر ہے مگر اس قلیل مدت میں آپ نے اپنے آباؤاجداد کی یاد تازہ کردی۔

معمولات آپ نے اپنے آباؤاجداد ومشائخ عظام کا بہت زیادہ اتباع کرتے تھے ان کے قدم پر قدم پر رکھتے تھے اور ان کے معمولات میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔

علی الصبح نمازِ فجر کے لیے وضو کرنے کے بعد سب سے پہلے روضہ شریف میں حاضر ہوتے پھر اپنی جگہ پر فجر کی سنتیں پڑھتے۔ حضرتِ ثانی رح کی حیاتِ مبارکہ میں یہ معمول تھا کہ فجر کی سنتوں کے بعد اعلٰے حضرت رح کے بنگلہ شریف میں آکر حضرتِ ثانی رح کے انتظار میں کھڑے ہوجاتے۔ جب حضرتِ ثانی رح نماز فجر کے لیے تشریف لاتے تو ان کے ہمراہ

مسجد میں آکر نماز باجماعت ادا کرتے۔ آپ عام طور پر پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑے ہوتے اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ کرتے۔ نماز فجر کے بعد ایک دفعہ دعا کرکے کلمۂ طیبّہ و تمجید اور کلمۂ شہادت کا بلند آواز سے تا دیر ذکر کرتے۔ ذکر کے بعد دو دفعہ دعا کرتے۔ یعنی نماز کے بعد تین بار دعا فرماتے۔

نمازِ فجر سے فراغت کے بعد مسجد سے نکل کر اس دروازہ پر آتے جو گھنٹہ گھر کے نیچے ہے۔ اسے بوسہ دیتے۔ حضرتِ ثانیؒ کی زندگی میں یہ دستور تھا کہ جب حضرتِ ثانیؒ نماز فجر کے بعد روضہ شریف کے اندر جاتے تو آپ ادب کی وجہ سے اندر حاضر نہ ہوتے بلکہ باہر کھڑے رہتے۔ حضرتِ ثانیؒ کے وصال کے بعد نمازِ فجر کے بعد روضہ شریف کے اندر حاضری دیتے۔ اس کے بعد موسم گرما ہو تو باہر حضرت ثانیؒ کے سجادہ پر بیٹھ کر اوراد پڑھتے۔ اس وقت ہر شخص کو قدم بوسی کی اجازت اوراد کے بعد شیخ غلام رسول صاحب حاضر ہوتے اور تصوّف کی کسی کتاب سے دو تین ورق پڑھتے۔ آپ اور جملہ حاضرین بغور سنتے، اس کے بعد آپ روضہ شریف میں حاضر ہوتے پھر باہر آکر مجلس قائم کرتے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد اپنی والدہ محترمہؒ کی زیارت کے لیے جاتے۔ پھر قیلولہ فرماتے۔ بیدار ہو کر تازہ وضو کرتے اور سنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف لے جاتے نماز باجماعت سے فراغت کے بعد بنگلہ شریف میں حضرتِ ثانیؒ کے سجادہ پر رونق افروز ہوتے اور تلاوت و تسبیح میں مشغول ہو جاتے۔ تلاوت کے بعد تین دفعہ دعا مانگتے۔ تلاوت سے فراغت کے بعد اگر مہاروی حضرات میں سے کوئی صاحب تونسہ شریف میں موجود ہوتے تو ان کے ڈیرہ پر حاضری دیتے۔ وہاں سے

اٹھ کر پھر اپنی والدہ محترمہؒ کی زیارت کے لیے جاتے۔ وہاں سے فارغ ہو کر چلّنی مسجد میں آکر مجلس قائم کرتے اور عصر تک یہیں قیام کرتے۔ کبھی کبھی اس وقت تعمیرات دیکھنے بھی چلے جاتے۔

نماز عصر مسجد میں باجماعت پڑھنے کے بعد روضہ شریف میں حاضری دیتے پھر روضہ شریف کے سامنے مصلّہ پر رونق افروز ہو جاتے۔ اُس وقت ہاتھ میں تسبیح ہوتی۔ کلام کم کرتے۔ مغرب تک یہیں قیام فرماتے۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ پہلے ختم خواجگان پڑھتے۔ نماز مغرب باجماعت ادا کرتے۔ نوافل بھی مسجد میں ہی پڑھتے۔ بعدازاں روضہ شریف کے دروازہ کو بوسہ دے کر مشرقی جالی کی طرف حاضر ہو کر وہاں کچھ دیر کھڑے رہتے۔ پھر مغربی جالی کی طرف حاضر ہو کر وہاں بھی کچھ دیر کھڑے رہتے یہاں سے فارغ ہو کر اپنی والدہ محترمہؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔

والدہ محترمہؒ کی حاضری کے بعد اگر سردیاں ہوتیں تو حجرۂ آتشیں میں اور اگر گرمیاں ہوتیں تو چلّنی مسجد میں مجلس قائم کرتے۔ اس وقت سب خدّام اور کارکن جمع ہو جاتے۔ ان سے کام کاج اور حساب کتاب کے بارے میں پوچھتے۔ پھر رات کے کھانے کے لیئے اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے۔ واپس آکر اپنی جگہ پر ذرا آرام کرتے۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لاتے۔ نماز سے فارغ ہو کر روضہ شریف میں حاضری دیتے۔ اندر جاتے ہی دروازہ بند کر لیتے اور چند لمحے اندر ٹھہرتے۔ وہاں سے فارغ ہو کر موسم کے مطابق مصلّہ پر رونق افروز ہوتے۔ اس وقت اپنے دوکانداروں سے آمد و خرچ کی تفصیل پوچھتے۔ حاضرین سے بھی بات چیت کر لیتے۔ پھر اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتے۔ اس کے بعد حاضرین کو

رخصت کر دیتے۔ آپ سو جاتے اور پھر فجر کے وقت بیدار ہوتے۔

آپ ہر جمعہ کے روز اپنے اجداد حضرت خواجہ گل محمدؒ اور حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے مزاراتِ مبارکہ پر بھی حاضری دیتے کبھی ناغہ نہ کرتے۔ ہر سال مہار شریف بھی باقاعدگی سے حاضر ہوتے اور چشتیاں شریف میں بھی عرس مبارک کی تقاریب میں شرکت کرتے۔ نیز اجمیر شریف، دہلی شریف اور پاکپتن شریف کی حاضری بھی بڑی باقاعدگی سے دیتے۔

اخلاق

آپ بہت با اخلاق بزرگ تھے۔ صبر و شکر، تسلیم و رضا، عفو و درگزر، تحمل و تواضع اور عجز و انکسار کا حسین پیکر تھے۔ کوئی شخص آپ کو کس قدر بھی ایذا پہنچاتا، آپ بالکل بدلہ نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اس کی ایذا رسانی کے بدلہ میں اس سے نیکی اور بھلائی کا سلوک کرتے تھے۔ بیماری و علالت یا کسی مصیبت و تکلیف پر کبھی اُف تک نہ کرتے تھے۔ آپ اکثر بیمار رہتے۔ بچپن سے وصال تک کسی نے آپ کے بدنِ مبارک میں خون نہیں دیکھا۔ کثرتِ مجاہدہ و ریاضت، غلبۂ امراض و حوادث اور حملہ ہائے سحر کی بنا پر آپ کو کبھی سکون و آرام میسر نہ آیا مگر بایں ہمہ آپ کو ہمیشہ مطمئن، پرسکون اور صابر و شاکر پایا گیا۔

آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ علماء کو دوست رکھتے تھے۔ اپنے احوال کو ہمیشہ دوسروں سے چھپائے رکھتے اور اپنی ولایت یا کرامت کا کبھی تذکرہ نہ کرتے۔ ادب و تواضع میں بے مثال تھے۔ اتنے مؤدب تھے کہ اگر پیرزادگان میں سے کوئی بچہ بھی دور سے دکھائی دیتا تو فی الفور اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ اور جب کوئی پیرزادہ رخصت ہوتا تو آپ اسے رخصت کرنے کے

لیے پہلے روضہ شریف میں لے جاکر ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے اور پھر ان کے ساتھ بڑی سرائے کے باہر بڑی سڑک تک تشریف لے جاتے اور انہیں سوار کرا کے پھر واپس تشریف لاتے۔

انکسار کا یہ عالم تھا کہ حالانکہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی بارگاہ سے آپ کو قطب کے خطاب سے نوازا گیا تھا مگر آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ "میرے والد بزرگوار نے ابھی تک وصال نہیں فرمایا۔ اسی لیے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اس وقت تک فوت نہیں ہونگا جب تک کہ موسیٰ کو کوئی چیز نہ بنالوں اور میں ابھی تک کوئی چیز نہیں بن سکا"۔

استغنا کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ نماز عصر کے بعد آپ روضہ شریف کے سامنے مصلّے پر تشریف فرما تھے کہ ڈپٹی کمشنر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر آپ کو کوئی ایسی حاجت ہو، جو ہمارے اختیار میں ہو، تو فرمائیں ہم ہر قسم کی خدمت کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے روضہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے لیے ان کی امداد کافی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے چند بار اپنے کلمات دہرائے۔ آپ نے ہر بار روضہ شریف کی طرف اشارہ کر کے یہی فرمایا کہ ہمارے لیے ان کی امداد کافی ہے۔ ہمیں کسی اور امداد کی حاجت نہیں آخر وہ واپس چلا گیا۔

آپ میں تحمل و برداشت بھی بے حد تھی۔ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غریب نواز میاں روشن فقیر ہر وقت آپ کو برا بھلا کہتا رہتا ہے آپ کے بارے میں ہمیشہ بد گوئی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سے بھی زیادہ بد گوئی کرے"۔

آپ اس قدر متوکل تھے کہ ایک دفعہ آپ نے کسی کام کا ارادہ کیا اور حاضرینِ مجلس کے سامنے اظہار کیا۔ اہلِ مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ کام نہ کریں اس پر بہت زیادہ اخراجات ہوں گے۔ آپ نے فرمایا "ارے مجھے اخراجات سے نہ ڈرا۔ حضرتِ ثانیؒ مجھے دین و دنیا کا بادشاہ بنا کر گئے ہیں اور مجھے اپنے ربِ کریم پر پورا بھروسہ ہے۔"

مجاہدہ و ریاضت

آپ مجاہدہ و ریاضت میں درجۂ کمال پر تھے یہاں تک غلبۂ امراض کی حالت میں بھی اپنے اوراد نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ حافظِ قرآن تھے اور نمازِ تراویح میں خود قرآن پاک سناتے تھے۔ حضرتِ ثانیؒ کے وصال کے بعد پہلے سال رمضان شریف میں چار قرآن پاک سنائے۔ ایک مسجد میں اور تین روضۂ شریف کے سرہانے محفل خانہ میں دوسرے سال رمضان شریف میں آپ بیمار تھے مگر جونہی ذرا افاقہ ہوا۔ نقاہت کے باوجود آپ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تمام قرآن پاک سنا۔ تیسرے اور چوتھے سال آپ نے رمضان شریف میں تین تین ختم شریف پڑھے۔ ایک ختم مسجد میں اور دو دو محفل خانہ میں۔ وصال سے قبل آخری رمضان المبارک میں بھی تین ختم کرنے کا ارادہ تھا مگر ابھی ایک قرآن پاک ختم کیا تھا کہ طبیبوں نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے ضعفِ بدن اور حالات کے پیشِ نظر اتنی مشقت نہ کریں کہ صحت کو مزید نقصان پہنچے۔ تب آپ نے طبیبوں کے مشورہ پر عمل کیا۔ آپ مسجد میں جا کر نماز با جماعت ادا کرنے کو ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پائے مبارک

میں نقرس کے عارضہ کی وجہ سے ہر وقت درد رہتا تھا اور آخر عمر میں غذا کی کمی کی وجہ سے بدنِ مبارک میں بہت ضعف آگیا تھا پھر بھی آپ مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے تمام عمر میں ایک نماز بھی بغیر جماعت نہیں پڑھی۔

طہارت و پاکیزگی آپ طہارت و پاکیزگی میں بہت زیادہ محتاط تھے یہاں تک کہ رفع حاجت کے لیے الگ تہبند تھا اور وضو نماز کے لیے الگ۔ رمضان المبارک میں جب نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے تھے تو ہر رات غسل کر کے نئے کپڑے پہنتے تھے۔ حضرتِ ثانیؒ خواجہ شاہ اللہ بخشؒ فرمایا کرتے تھے کہ "نماز تو بس موسیٰؑ کی نماز ہے"۔

اصلاح و تبلیغ علاقہ کے خواص و عوام کی اصلاح کی طرف آپ نے بہت توجہ فرمائی بہت سے نواب، جاگیردار اور راجہ بگڑے ہوئے تھے اور برے اعمال میں گرفتار تھے، آپ سے بیعت کرنے کے بعد صالح اور نیک خو ہو گئے۔ محمد بہاول خاں عباسی والئی ریاست بہاول پور نے بھی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کی، بیعت کے بعد حج و زیارت کے لیے گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مکمل انقلاب آگیا۔ علاوہ ازیں ہندوستان اور افغانستان کے اندر بھی بے شمار سر برآوردہ اشخاص آپ کے مرید ہوئے اور سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد نماز و روزہ کے پابند ہو گئے متقی و پرہیزگار بن گئے۔

آپ ایک دفعہ ہندوستان کے سفر میں جب اجمیر شریف سے واپس

وطن تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں بیکانیر میں تشریف لے گئے۔ بیکانیر کے راجہ نے آپ کو دعوت دی۔ آپ نے قبول کرلی۔ ایک پیر بھائی جو رفیقِ سفر تھے، بیان کرتے ہیں کہ آپ نے راجہ کے محلّات میں محلات کی چھتوں پر اذانیں دلوائیں اور باجماعت نمازیں ادا کیں۔ راجوں مہاراجوں کے اہل و عیال آپ کو اور آپ کے رفقاؔ کو نمازیں ادا کرتے دیکھتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ہمارے گورو جی آئے ہوئے ہیں اور اپنی عبادت میں مصروف ہیں۔

تعمیرات

حضرتِ ثانیؒ شاہ اللہ بخشؒ نے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی تعمیرات میں گہری دلچسپی لی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے زمانہ میں بہت تعمیرات ہوئیں۔ ان تمام تعمیرات کے لیے پتھر مکرانہ اور جے پور کے علاقوں سے لایا جاتا تھا۔ حضرتِ ثانیؒ ہمیشہ آپ کو پتھر لانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ حضرتِ ثانیؒ کے وصال کے بعد آپ نے بھی تعمیراتِ آستانہ عالیہ میں بہت اضافے کئے۔ طالب علموں، درویشوں، مہمانوں اور مشائخ کی رہائش کے لیے دو سرائے تعمیر کرائیں اور ایک تیسری عالی شان سرائے کی بنیاد رکھی۔ چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے روضہ شریف میں سنگِ مرمر کا فرش بھی آپ ہی نے لگوایا تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ کے فرزندان کے مزارات اور روضہ شریف کے شمالی اور غربی پنجرہ کو بھی سنگِ مرمر سے آپ ہی نے تیار کرایا۔ پنجرۂ شمال کے سامنے عالی شان صفہ بھی آپ ہی کا تعمیر کردہ ہے۔ نیز آپ نے ایک وسیع و عریض شامیانہ تیار کر کے خانقاہِ قبلہ عالمؒ کی

نذر کیا۔

لنگر

حضرتِ ثانیؒ نے آپ کو وصیتیں کی تھیں کہ:

۱۔ لنگر جاری رکھنا۔

۲۔ فقرا اور درویشوں کی خدمت کرنا۔

۳۔ دنیا کو ہیچ سمجھنا۔

آپ نے ان وصیتوں پر خوب عمل کیا۔ آپ نے لنگرِ سلیمانی کو پہلے سے زیادہ وسعت دی۔ غربا اور مسافر اگر آدھی رات کو بھی آجاتے تو انہیں کھانا اور رہائش مل جاتی۔ فقرا کی خدمت کو آپ نے ہمیشہ اپنا شعار بنایا اور دنیا کو حقیر جانا۔ جو کچھ آیا راہِ خدا میں لٹا دیا۔ اپنے لیے ایک پائی بھی نہ رکھی۔ حضرتِ ثانیؒ فرمایا کرتے تھے "مُوسن غریب بہت امین ہے۔ لنگر شریف کے مال سے ایک ذرہ ضائع نہیں کرتا۔ حالانکہ مالِ لنگر اس کا مال ہے۔ اس میں سے کچھ خرچ بھی کرے تو منع نہیں ہے مگر یہ بے چارہ لنگر شریف کے مال سے بہت ڈرتا ہے۔ اور اگر میں کبھی خود اپنے پاس سے کوئی چیز دیتا ہوں اور چند دنوں کے بعد پوچھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی طرح رکھی ہوئی ہے۔ مُوسن غریب اتنا امین ہے۔"

شیخ کی نظر میں (۱)

ایک شخص حضرتِ ثانیؒ کی خدمت میں تعویذ لینے آیا۔ آپ نے فرمایا "مُوسن سے لے لو"۔ اس شخص نے خیال کیا کہ ان

سے تعویذ لینا بے فائدہ ہے۔ پس آپ سے تعویز نہ لیا۔ اسی رات اس نے خواب میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا "تو نے مُوسن سے اس لیے تعویذ نہیں لیا کہ بے فائدہ ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا تعویذ میرا تعویذ ہے۔" وہ شخص جب بیدار ہوتا تو بہت پشیمان ہوا دوسرے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تعویذ لکھوا کر بصد اعتقاد لے گیا۔

(۲)

حضرتِ ثانیؒ اکثر آپ کو لنگر شریف اور آستانہ عالیہ کے امور کے لیے سفر پر روانہ کیا کرتے تھے۔ تمام سنگِ مرمر جو جامع مسجد، روضہ شریف اور آستانہ عالیہ کی تعمیرات میں صرف ہوا ہے۔ آپ ہی کا لایا ہُوا ہے۔ اس سنگِ مرمر کی خاطر آپ ریاست مکرانہ (ہندوستان) کی طرف متعدد بار تشریف لے گئے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرتِ ثانیؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی اس علاقہ میں آپ کے لاتعداد مرید تھے۔ حضرتِ ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس ملک یعنی مکرانہ اجمیر شریف اور جے پور میں لوگ مجھے مُوسن کے وسیلہ سے جانتے ہیں۔ کیونکہ جب میں اس علاقہ میں جاتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ مُوسن کے والد صاحب آئے ہیں۔ آؤ ان کی زیارت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسا بیٹا عطا کیا ہے جو میری شہرت کا وسیلہ ہے۔

(۳)

حضرتِ ثانیؒ جب آخری ایام میں ضعیف ہوگئے تو اپنی جگہ آپ کو

پاکپتن شریف کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے بھیجنے لگے۔ ایک دفعہ آپ کے رفقا میں سے ایک شخص عرس مبارک ختم ہوتے ہی تونسہ شریف واپس آیا اور حضرتِ ثانیؒ کی خدمت میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ حضرتِ ثانیؒ نے اس شخص سے عرس مبارک کے حالات اور زائرین کی تعداد کے بارے میں پوچھا نیز اپنے فرزند ارجمند حضرت محمد موسیٰؒ کے پاس لوگوں کی آمد و رفت اور حاضری کے بارہ میں پوچھا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز جس طرح پاکپتن شریف میں عرسِ مبارک کے موقعہ پر لوگ آپ کی خدمت میں جوق در جوق حاضری دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حافظ محمد موسےٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں بلکہ اس دفعہ لوگ پہلے سے زیادہ حاضر ہوئے ہیں۔ حضرتِ ثانیؒ نے جوش میں آکر فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک" اکولدُ سِرُّ الابیہ" کے یہی معنی ہیں۔

کرامات

انبیائے کرام سے معجزات سرزد ہوتے ہیں اور اولیا اللہ سے کرامات۔ معجزہ کا اظہار ضروری ہے اور کرامت کا چھپانا ضروری ہے۔ مگر پھر بھی کراماتِ اولیا کا ذکر ملفوظات میں آ ہی جاتا ہے۔ آپ سے بھی بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ جن میں صرف دو درج ذیل ہیں

۱

آپ ایک دفعہ دورانِ سفر ایک بستی کے قریب سے گذرے تو دیکھا کہ بستی سے باہر میدان میں ایک جنازہ رکھا ہوا ہے لوگ بھی موجود ہیں

اور امام بھی موجود ہے مگر جنازہ نہیں ہو رہا۔ آپ قریب پہنچے تو امام نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ جس شخص کا یہ جنازہ ہے وہ گڈریا تھا۔ مگر ہم میں سے کسی نے اُسے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا اور لوگوں کو بھی منع کر دیا ہے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں آپ نے پوچھا کہ کیا یہ شخص کلمہ گو تھا؟ لوگوں نے گواہی دی کہ کلمہ پڑھتا تھا آپ نے فرمایا اس کا جنازہ میں پڑھاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے گڈریئے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کے رفقا اور بستی کے چند لوگوں نے اقتدا کی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد جب لوگوں نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس پر نور برس رہا تھا۔ آپ نے فرمایا "اللہ کی بخشش نرالی چیز ہے"

۲

آپ کی ایک خادمہ تھیں جس کا نام بختاور تھا۔ وہ بہت بیمار ہو گئیں آپ نے خواجہ غلام ذکریا صاحب کی والدہ محترمہ کو فرمایا کہ اس خادمہ کی پوری نگہداشت اور خدمت کی جائے۔ دوسرے روز خواجہ غلام ذکریا صاحب کی والدہ صاحبہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز مجھے اس کی خدمت میں کوئی عذر نہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جب میں اس کے سامنے کلمہ شریف یا آیاتِ قرآن پڑھتی ہوں تو وہ دوسری طرف منہ پھیر لیتی ہے۔ آپ نے جب یہ سنا تو اس خادمہ پر ایک نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ اُس

دن آپ خلافِ معمول گھر میں سات دفعہ تشریف لائے۔ ہر بار خادمہ کیطرف خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ جب ساتویں بار تشریف لائے تو اس کے قریب بیٹھ گئے اور اس کے دائیں کان میں بلند آواز سے "یا اللہ" کہا۔ پس فوراً ہی اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ تین دن کلمہ کا ذکر کرتی رہی اور اسی حالت میں تیسرے روز فوت ہو گئی۔

ارشادات

①

فرمایا کہ جب حضرت قبلہ عالمؒ نے اعلیٰحضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کو خلافت عطا کی تو فرمایا کہ جو کوئی بھی تمہارے پاس بیعت کے لیے آئے اسے ضرور بیعت کریں۔ اعلیٰحضرتؒ نے معذرت کی اور عرض کیا کہ میں کسی کو بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا "حافظ صاحب (اعلیٰحضرتؒ) آپ عوام کو ضرور بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مقام دیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مریدوں میں سے عوام کو وہ کچھ عطا کریں گے جو دوسروں کے مریدانِ خاص کو بھی عطا نہیں کیا۔

②

فرمایا کہ حضرت یحییٰ مدنیؒ مدینہ منورہ میں عرصہ دراز تک اقامت گزیں رہے۔ آخر ان کے دل میں وطن کی خواہش پیدا ہوئی۔ انہوں نے

چند بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے وطن احمد آباد گجرات (ہندوستان) جانے کی اجازت طلب کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ آخر وہ بغیر اجازت روانہ ہوگئے۔ راہ میں اونٹ سے گر گئے اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ شتربان کو کہا کہ واپس مدینہ منورہ پہنچا دو۔ دوبارہ حاضر ہوگئے۔ اب ہر وقت روضۂ اقدس کے آس پاس بیٹھے رہتے تھے۔ مجاورِ روضۂ اقدس نے کہا کہ تو ہر وقت یہاں بیٹھا رہتا ہے میں نہیں بیٹھنے دوں گا۔ رات کو مجاور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو یہاں سے جانا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اِسے واپس بلا لیا ہے تاکہ میرے پاس سے نہ جائے۔

فرمایا کہ وصول کے کئی راستے ہیں، جو بطور سڑک کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سڑک کا راستہ اگرچہ طویل ہوتا ہے لیکن صاف ستھرا اور بے خطر ہوتا ہے۔ اگرچہ دیر لگتی ہے لیکن راہرو اگر چلتا رہے تو کسی نہ کسی وقت امن و عافیت سے منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر چشتیہ طریق بطور پگ ڈنڈی کے ہے۔ اور نزدیک ترین راستہ ہے۔ اگرچہ اس راہ میں کانٹے دار جھاڑیاں بکثرت ہیں مگر محبت اور ادب سے سالک برسوں کی بجائے مہینوں بلکہ دنوں میں یہ راستہ طے کر لیتا ہے۔

(۴)

فرمایا عالم علم اور کتاب سے بات کرتا ہے مگر فقیر و درویش براہ راست خدا کے پاس سے بات کرتا ہے لہذا شیخ طریقت کی ارادت و مطابقت راہِ سلوک کا بہترین توشہ ہے۔ اس کے بغیر منزل پر صحیح و سلامت پہنچنا نہایت کٹھن اور محال ہے۔ لہذا جو شخص شیخ و مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلتے ہوئے محض اللہ کے لیے مجاہدہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لیے بہترین راستہ کھول دیں گے اور جلد منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے

احوالِ علالت

رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ میں آپ بیمار ہوئے۔ شوال میں مرض نے غلبہ کیا۔ کثرتِ ذکر پاس انفاس کی وجہ سے غذا میں بہت کمی آ گئی۔ یہاں تک کہ کھانا پینا ترک ہو گیا۔ شوال کے آخری عشرہ میں جمعہ کے دن بوقتِ چاشت آپ نے خواجہ محمد حامدؒ سے فرمایا کہ مجھے روضہ شریف میں لے چلو۔ پس آپ کی چارپائی اٹھا کر روضہ شریف میں لے گئے اور اعلیٰ حضرتؒ کے مزار مبارک کے قریب رکھ دی گئی۔ آپ نے مزار مبارک کا غلاف کھینچ کر اپنے سر مبارک پر ڈالا اور آہستہ آہستہ چند باتیں کیں۔ منقول ہے کہ آپ نے اجازت طلب کی کہ "میں حضرت قبلہ عالمؒ کے

(حاشیہ از صفحہ ۲۵-۲۶)

۱؎ حضرت یحییٰ مدنیؒ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ ہیں جن کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے

۲؎ ارشادات ۳-۴ کلے رادی مرشدی و والدی حضرت مولوی حسین قیس چشتی سلیمانیؒ ہیں (مرتب)

عرس مبارک میں شرکت کرا آؤں"۔ پھر آپ نے خواجہ محمد حامدؒ سے فرمایا کہ مجھے اپنے بنگلہ شریف میں لے چلو۔ اگر بارہ گھنٹہ میں ختم ہو جاؤں تو بہتر ورنہ سمجھو کہ خیر ہے۔

انتقالِ نعمت

جب بارہ گھنٹے گذر گئے تو آپ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گئے یہاں تک کہ روضہ شریف اور مسجد میں جانے لگے۔ ایک دن آپ نے خواجہ محمد حامدؒ کو اپنے نزدیک بلایا اپنے کھیسہ سے ایک چابی نکال کر دی اور فرمایا کہ یہ ایک صندوق کی چابی ہے۔ اس صندوق میں دوسرا صندوق ہے اور پھر اس کے اندر تیسرا صندوق ہے۔ اس میں ایک چیز ہے اس کی زیارت کرتے رہنا اور اس پر عمل کرتے رہنا۔

پھر فرمایا کہ یہ صندوق اسی حالت میں حضرت قبلہ عالمؒ نے اعلیٰ حضرتؒ کو اور انہوں نے حضرتِ ثانیؒ کو عطا فرمایا تھا۔ پس حضرتِ ثانیؒ نے ساری زندگی یہ صندوق کسی نہ دکھایا۔ آخر میں یہ صندوق انہوں نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے ساری زندگی یہ صندوق کسی کو نہیں دکھایا۔ اب یہ تیرے سپرد کرتا ہوں

سفرِ مہار شریف

ماہ ذیقعدہ کے آخری عشرہ میں آپ مہار شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ مہار شریف پہنچ کر آپ کو مرضِ دم کشی (دمہ) کا دورہ ہو گیا۔ اسی حالتِ مرض میں مسجد میں نماز کے لیے روضہ شریف میں زیارت کے لیے اور تقاریبِ عرس میں برکت کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ جب عرس مبارک ختم ہوا تو مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ کے لیے مسجد اور روضہ شریف میں جانا دشوار ہو گیا۔ چنانچہ

آپ اپنے ڈیرہ سے میاں محمد یوسف مہاروی کے دولت کدہ پر منتقل ہوگئے
اگلے دن آپ حضرت میاں محمد یوسف کے مکان پر رونق افروز تھے،
خانقاہِ قبلہ عالم کی تعمیرات کے نقشے دیکھ رہے تھے اور جملہ صاحبزادگان
مہاروی بھی موجود تھے کہ اچانک در سے خواجہ محمد حامد نمودار ہوئے۔ جملہ
صاحبزادگان مہاروی دوڑے اور قدم بوسی کی۔ جب خواجہ محمد حامد آپ کی خدمت
میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "بالو کیسے آئے"؟ انہوں نے عرض کیا کہ کئی
تار دیئے، خط لکھے مگر جب کسی کا جواب نہ ملا تو ناچار خود حاضر ہو گیا ہوں۔
آپ نے فرمایا "اچھا کیا تم آگئے"۔

خلافت

اسی روز شام سے قبل آپ نے خواجہ محمد حامد کو مسجد
میں ختم خواجگان کے لیے بھیجا۔ دوسرے روز آپ خواجہ
محمد حامد کو حضرت قبلہ عالم کے روضہ شریف کے اندر لے گئے اور جملہ نعمت
ہائے باطنی جو آپ کو اپنے آبا واجداد سے ملی تھیں، خواجہ محمد حامد کے سپرد کر دیں
اور خلافت دیکر مجازِ مطلق بنا دیا۔

وصال

اس سے اگلے روز آپ تونسہ شریف کے لیے روانہ ہوئے
مرض بڑھ گیا۔ ادھر تونسہ شریف میں خواجہ محمود کی شادی
کی تیاری کا جوش و خروش تھا۔ چاروں طرف سے لوگ ان کی شادی میں
شرکت کے لیے تونسہ شریف آئے ہوئے تھے۔ چودہ ذوالحجہ جمعہ کی رات کو
برات کی روانگی مقرر تھی۔ مگر حضرت خواجہ محمود نے آپ کا حال دیکھ کر برات کی
روانگی ملتوی کر دی۔ ۱۵ ذوالحجہ ہفتہ کی رات کو آپ نے حضرت خواجہ محمد حامد

کو مسجد میں نمازِ عشاء کے لیے بھیجا اور باقی حضرات کو بھی حجرہ سے باہر بھیج دیا تاکہ اندرونِ خانہ سے خواتین حاضر ہو سکیں۔ پس جب اہل پردہ اندر آئیں تو اس وقت آپ چارپائی پر بیٹھے تھے مگر واصل بحق ہو چکے تھے۔ اہلِ پردہ نے پاؤں سیدھے کئے اور شور و واویلا ہو گیا کہ جہاں بے نور ہو گیا۔

تجہیز و تکفین

اگلے دن آپ کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ آپ کی میتِ مبارکہ کو روضہ شریف کے جنوب کی طرف مجلس خانہ میں رکھا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پھر زیارتِ عامہ ہوئی۔ ازاں بعد ڈیڑھ بجے کے قریب آپ کو صندوق میں رکھا گیا اور روضہ شریف میں حضرت خواجہ خیر محمدؒ کے مشرق کی طرف دفن کر دیا گیا۔ ملک کے تمام کہ وہ مہ حاضر تھے۔ جناب دیوان صاحب پاکپتن شریف، صاحبزادگان مہاروی، مولوی صاحبان مکھڈی، خواجگانِ سیالوی و گولڑوی مختلف خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور بڑے بڑے نواب، خوانین اور ہزاروں دیگر افراد موجود تھے۔ سب یہ سمجھتے تھے کہ حضرت خواجہ محمودؒ نے سب کو شادی پر مدعو کیا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسےٰؒ نے انہیں اپنی نمازِ جنازہ پر بلایا ہے۔

تاریخِ وصال

۱۵/ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ آپ کی تاریخ وصال ہے۔ مختلف حضرات نے مادہ ہائے تاریخ وصال نکالے ان میں سے چند درج کئے جاتے ہیں۔

ضیاء بدایونی صاحب

صدرِ بزم شریعت : زبدۃ العارفین و سرّ السالکین
ہادئ دین شاہ محمد موسٰی تونسوی۔

مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ

پیر تونسہ شریف = ۱۳۲۳ھ

سجادگی آپ کے وصال کے بعد حسب دستور خاندان ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ بروز بدھ حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف حضرت خواجہ محمود تونسویؒ و دیگر بزرگوں نے روضہ شریف کے دروازہ میں کھڑے ہو کر حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے سر پر دستار باندھی۔ پھر جمعہ کے دن صاحبزادگان مہاروی جمعہ پڑھ کر خواجہ محمد حامدؒ کے پاس آئے اور آپ کو اپنے ہمراہ روضہ شریف میں لے گئے اور دستار بندی کی۔ پس حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادہ نشینِ ثالث کے طور پر رونق افروزِ سجادہ سلیمانی ہوئے۔

اولاد آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد حامدؒ

۲۔ حضرت خواجہ غلام ذکریا صاحب

۳۔ حضرت خواجہ عبداللہؒ

۴۔ حضرت خواجہ یوسفؒ

تادمِ تحریر حضرت خواجہ غلام ذکریا صاحب مدظلہ العالی حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مبارک سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

فقر خیبر گیر با نانِ شعیر

بستۂ فتراکِ اُو سلطان و میر

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست

ما امینیم ایں متاعِ مصطفےٰ است

(اقبالؒ)

منقبت

بدرگاہِ ممدوحِ گرامی مخدومی خواجہ حافظ محمد موسیٰ قدس سرہ العزیز

سلیمانی وراثت کے نشاں تھے خواجہ موسیٰؒ
ہر اک لمحہ اسی کے ترجماں تھے خواجہ موسیٰؒ

کھنچے جاتے تھے دل اس قطبِ دوراں کی طرف سب کے
دلوں کی دھڑکنوں کے راز داں تھے خواجہ موسیٰؒ

تھی انکی ذات ہر اک کیلئے آئینۂ شفقت
کمالِ لطف تھے، آرامِ جاں تھے خواجہ موسیٰؒ

کلامِ پاک کی حسنِ تلاوت میں یگانہ تھے
عجب شیریں ادا، شیریں زباں تھے خواجہ موسیٰؒ

سُنی ہے گفتگو جس نے وہ گرویدہ ہوا ان کا
دمِ گفتار گویا معجز بیاں تھے خواجہ موسیٰؒ

شریعت کی ہر اک منزل میں انکی ذات رہبر تھی
طریقت کے امیرِ کارواں تھے خواجہ موسیٰؒ

مثالی ان کا تقویٰ تھا مثالی انکی سیرت تھی
حضورِ حق میں سرگرمِ فغاں تھے خواجہ موسیٰؒ

رسول اللہ ﷺ کی الفت سے روشن ان کا سینہ تھا
حبیبِ کبریا کے مدح خواں تھے خواجہ موسیٰؒ

وجود ان کا زمانے میں ہدایت کا تھا سرچشمہ
خدا کا فضل زیرِ آسماں تھے خواجہ موسیٰؒ

مقامِ معرفت ان کا کوئی جانے تو کیا جانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کہاں تھے خواجہ موسیٰؒ

وہاں تک میری نظروں کی رسائی ہو نہیں سکتی
پہنچ سکتا نہیں کوئی جہاں تھے خواجہ موسیٰؒ

(از جناب حافظ لدھیانوی ——— فیصل آباد)

در لعلِ لبش دمِ مسیحا دیدم
آئینۂ رُخ چو دستِ بیضا دیدم
آں جلوہ کہ دوش دید بر طورِ کلیم
امروز بشکلِ خواجہ موسیٰ دیدم
(معینی)